شروط الصلاة

از شیخ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

ابو مریم اعجاز احمد

شروط الصلاۃ

از شیخ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمہ اللہ

(اردو ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد)

حقوق برائے ناشر محفوظ

اہل الاثر اس کتاب کو اسی شکل میں بغیر کسی تبدیلی کے فوٹوکاپی اور / یا الکٹرونک ذرائع سے اس کی تقسیم اور اس کو

پھیلانے کی اجازت دیتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس سے مالی منفعت حاصل نہ کی جائے

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز اسلام کا دوسرا رکن اور اہلِ اسلام کی پہچان ہے۔ قیامت کے دن عملوں میں سب سے پہلے حساب نماز کا ہو گا۔ نماز کی تعلیم حاصل کرنا فرض عین ہے جو ہر مسلمان مرد وزن کو سیکھنا چاہیئے تاکہ وہ اس عبادت کو کما حقہ ادا کر سکے۔ زیرِ نظر کتاب امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوھاب التمیمی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے جو انہوں نے آسان اور عام فہم الفاظ میں عوام الناس کے لئے تصنیف کیا ہے۔ اختصار کے لئے انہوں نے اس کتاب میں صرف نماز کے لئے شرطیں، اس کے ارکان اور واجبات ذکر کیا ہے تاکہ ایک عام آدمی اس چیز کو جان لے اور اسے یاد رکھنے میں آسانی ہو جس کے بغیر اس کی نماز درست نہیں، یا جس کے چھوٹنے سے اس پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نماز میں کئی سنتیں ہیں جن کا ذکر اس کتاب میں نہیں کیا گیا ہے مثلاً نماز میں چار مقامات پر رفع الیدین کرنا، ہاتھ سینے پر باندھنا، رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا، تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا وغیرہ۔ اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ان کی اہمیت نماز میں نہیں ہے، بلکہ سنتوں کو اختیار کرنا تو مطلوب ہے اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔

اس کتاب کو میں نے اپنے استاد اور مربی ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش حفظہ اللہ سے جدہ میں منعقد علمی دورے میں پڑھا تھا جس میں انہوں نے علامہ شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ کی شرح: الشرح الممتاز کو پڑھایا تھا۔ اس ترجمے میں بعض جگہوں پر حاشئے کا اضافہ حدیث کی تحقیق اور تخریج کے ساتھ دکتور سعید بن علی بن وھف القحطانی کی تحقیق اور نسخے سے کیا گیا ہے جو الشرح الممتاز کے ساتھ ملحق تھی۔ نیز بعض جگہوں پر حاشئے میں علماء کے راجح قول کو بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

اس موضوع کی اہمیت اور افادیت کو دیکھتے ہوئے اور لوگوں کی طلب پر اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ مصنف کو اس پر جزائے خیر سے نوازے اور مترجم اور قارئین کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق دے اور اسے قبولیت بخشے۔

ابو مریم اعجاز احمد

۷ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ

پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کی نو شرطیں ہیں:

اسلام، عقلمند ہونا، صحیح اور غلط میں تمیز (امتیاز) کرنے والا ہونا، طہارت کا ہونا، نجاست کا دور ہونا، ستر کو ڈھانپنا، نماز کا وقت ہونا، قبلہ رخ ہونا اور نیت کرنا۔

پہلی شرط: اسلام (مسلمان ہونا) اور اس کی ضد کفر ہے اور کافر کا عمل مردود ہے چاہے وہ کچھ بھی عمل کرے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ** (لائق نہیں کہ مشرکین اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں، درآں حالیکہ وہ خود اپنے اوپر کفر کے گواہ ہیں۔ ان کے اعمال غارت واکارت ہیں اور وہ دائمی طور پر جہنمی ہیں)۔ (سورۃ التوبہ: ۱۷)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا** (اور انہوں نے جو اعمال کئے تھے ہم ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا)۔ (سورۃ الفرقان: ۲۳)

دوسری شرط: عقل مند ہونا جس کی ضد جنون یا پاگلپن ہے اور پاگل مرفوع القلم (یعنی اس کا اعمال نہیں لکھا جاتا) ہے یہاں تک کہ اس میں افاقہ ہو جائے۔ اس کی دلیل یہ (حدیث) ہے **رُفِعَ القَلَمُ عن ثلاثة : النائم حتى يستيقظ و المجنون حتى يفيق و الصغير حتى يبلغ** [1]

تیسری شرط: تمیز (یعنی صحیح اور غلط کے مابین فرق کرنے والا ہونا) اور اس کی ضد بچپنہ ہے اور اس کی حد سات سال ہے جس کے بعد اسے نماز کا حکم دیا جائے گا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

۱۔ مختلف الفاظ سے یہ حدیث ثابت ہے جسے ابوداؤد، حاکم اور احمد نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ کی صحیح روایت میں ہے **رفع القلم عن ثلاثة : عن النائم حتى يستيقظ و عن الصبي حتى يحتلم ، وعن المجنون حتى يعقل " رواه أبو داوود (۴۴۰۳)** (قلم تین لوگوں سے اٹھالیا گیا ہے: سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے۔ (مزید روایات کے لئے ارواء الغلیل ج ۲ ص ۴، ۵ ملاحظہ فرمائیں)۔

مروا أبناءكم للصلاة لسبع ، واضربوهم عليها لعشر ، وفرقوا بينهم في المضاجع (اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں (اسے ترک کرنے پر) مارو اور ان کے بستر الگ کر دو)۔[۲]

چوتھی شرط: طہارت کا ہونا، اور یہ وضوء ہے جو معروف ہے اور حدث (وضوء توڑنے والی چیزیں) اسے واجب کر دیتی ہیں۔

اور اس کی دس شرطیں ہیں: اسلام، عقلمند ہونا، صحیح اور غلط میں تمیز (امتیاز) کرنے والا ہونا، نیت ہونا، استصحابِ نیت (یعنی بیچ میں نیت نہ توڑے یہاں تک کہ طہارت مکمل کر لے)، طہارت کو واجب کرنے والی چیز کا رک جانا، اس سے پہلے استنجاء یا استجمار کرنا، پانی کا پاک ہونا، پانی کا جائز ہونا، جو چیز پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے اس کو زائل کرنا، جس کا وضوء ہمیشہ ٹوٹتا ہے اس کو فرض کے لئے وقت داخل ہونے کے بعد طہارت کرنا۔

وضوء میں چھ فرض ہیں: چہرہ دھونا جس میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا شامل ہے، اور چہرے کی حد لمبائی میں بال اگنے کی جگہ سے ٹھڈی تک ہے اور چوڑائی میں دونوں کانوں (کے ابھار) کے بیچ میں ہے۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک (یعنی کہنیوں سمیت دھونا)، پورے سر کا مسح کرنا جس میں کان بھی شامل ہیں اور دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک دھونا۔ ترتیب وار دھونا اور پے در پے دھونا۔ اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ....الأية (اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو......آیت) (سورۃ المائدۃ:۶) ۔ ترتیب کی دلیل یہ حدیث ہے: ابدؤوا بما بدأ الله به (وہاں سے شروع کرو جہاں سے اللہ نے شروع کیا) (سنن النسائی: ۲۹۶۲)

۲۔ مختلف الفاظ سے یہ حدیث ثابت ہے جسے ابوداؤد، ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد میں اس لفظ کے ساتھ ہے (مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ) رواه أبو داود (۴۹۵) وصححه الألباني في " صحيح أبي داود.

اور موالات (پے در پے دھونے) کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا، اس کے پاؤں کے اوپری حصے میں ایک درہم کے برابر حصہ خشک رہ گیا تھا وہاں پانی نہیں پہنچا تھا تو نبی ﷺ نے اسے وضوء اور نماز دونوں لوٹانے کا حکم دیا۔ (دیکھیں ابوداؤد: ۱۷۵ اور یہ حدیث صحیح ہے)۔

اور اس کے (یعنی وضوء کے) واجب میں سے بسم اللہ پڑھنا بھی ہے یاد رہنے پر۔

اور وضوء کو توڑنے والی آٹھ چیزیں ہیں: سبیلین (آگے یا پیچھے کی شرم گاہ) سے کچھ خارج ہونا، جسم سے نجس چیز اگر بہت زیادہ خارج ہو جائے، عقل زائل ہونا، عورت کو شہوت سے چھونا، آگے یا پیچھے کی شرمگاہ کو چھونا، اونٹ کا گوشت کھانا، میت کو غسل دینا اور اسلام سے مرتد ہونا اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

پانچویں شرط: نجاست کو دور کرنا تین چیزوں سے: بدن، کپڑا اور جگہ سے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کرو) (سورۃ المدثر: ۴)

چھٹی شرط: ستر کو ڈھانپنا: اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے قدرت (اور استطاعت) ہوتے ہوئے ننگے بدن نماز پڑھی تو اس کی نماز فاسد (باطل) ہے۔ مرد کا ستر اور اسی طرح لونڈی کا ستر[۳] ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور آزاد عورت کا ستر اس کا پورا جسم ہے سوائے اس کے چہرے کے۔ اس کی دلیل اللہ کا فرمان ہے: يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ (اے اولادِ آدم تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو) (المائدۃ: ۳۱)۔

ساتویں شرط: نماز کا وقت ہونا: اور اس کی دلیل سنت سے جبریل علیہ السلام کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے نبی ﷺ کی امامت کی (پہلے دن) اول وقت میں اور (دوسرے دن) آخری وقت میں اور فرمایا: اے محمد ﷺ نماز (کا وقت) ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔ (دیکھئے ابوداؤد: ۳۹۳، ترمذی: ۱۴۹)۔ اور اللہ کا فرمان ہے: ... إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (یقینا نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے) (سورۃ النساء: ۱۰۳)

۳۔ بلکہ علماء کے صحیح قول کے مطابق نماز میں لونڈی کا ستر بھی آزاد عورت کے ستر جیسا ہے، جہاں اس کو اپنا پورا جسم چھپانا ہے سوائے چہرے کے۔

یعنی کہ اپنے وقتوں پر فرض کی گئی ہے۔اور وقتوں کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: أَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْءَانَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْءَانَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوداً (نماز کو قائم کرو سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے)(سورۃ بنی اسرائیل:۷۸)

آٹھویں شرط: قبلہ رخ ہونا اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلے کی جانب متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں، آپ اپنا منہ مسجدِ حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں(سورۃ البقرۃ:۱۴۴)

نویں شرط: نیت کرنا اور اس کی جگہ دل ہے اور اسے زبان سے کہنا بدعت ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے:

إنما الأعمال بالنيات و إنما لكل امرئ ما نوى (یعنی عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی)(بخاری:۱، مسلم:۱۹۰۷)۔

نماز کے ارکان

نماز کے چودہ ارکان ہیں۔ کھڑے ہونا(قیام میں) اگر اس کی قدرت ہو، تکبیرۃ الاحرام (نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا)، سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا، رکوع کرنا، رکوع سے اٹھنا، سات اعضاء پر سجدہ کرنا، اور ان میں اعتدال کرنا، دونوں سجدوں کے بیچ بیٹھنا، ہر رکن میں (سکون و) اطمنان ہونا، ترتیب وار کرنا، آخری تشہد، آخری تشہد میں بیٹھنا، نبی ﷺ پر (درود و) صلاۃ بھیجنا، دونوں طرف سلام کرنا۔

پہلا رکن: کھڑے ہونا(قیام میں) اگر اس کی قدرت ہو، اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو)۔(سورۃ البقرۃ:۲۳۸)۔

دوسرا رکن: تکبیرۃ الاحرام (نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا)۔اور اس کی دلیل حدیث میں ہے: تحريمها التكبير و تحليلها التسليم[۴] (اس (نماز) کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل تسلیم ہے)(ابوداؤد: ٦١٧) اور اس کے بعد دعاء استفتاح ہے جو سنت ہے اور یہ: سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالى جدك و لا إله غيرك (یعنی: اے اللہ تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے اور تیرا نام بابرکت اور تیری شان بلند ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود (برحق) نہیں) پڑھنا ہے۔اور سبحانك اللهم کا معنی ہے میں تیری تنزیہ اور پاکی بیان کرتا ہوں جو تیری عزت اور جلال کے لائق ہے،و بحمدك یعنی تیری ثناء اور تعریف بیان کرتا ہوں،و تبارک اسمک: یعنی تیرے ذکر سے برکت حاصل ہوتی ہے،و تعالى جدک یعنی تیری شان بہت بلند ہے و لا إله غيرك یعنی زمین و آسمان میں کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے اے اللہ۔

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم (یعنی میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے) اور أعوذ کا معنی ہے کہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، آپ کی طرف پلٹتا ہوں اور آپ کی طرف چمٹتا ہوں اے اللہ شیطان سے (بھاگتے ہوئے) جو رجیم ہے، دھتکارا ہوا ہے اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا ہے، تاکہ وہ نہ میرے دین میں نہ دنیا میں مجھے تکلیف دے سکے۔

تیسرا رکن: سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا ہر رکعت میں رکن ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب (جس نے فاتحۃ الکتاب (یعنی سورۃ الفاتحہ) نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہے) (بخاری: ٧٥٦ و مسلم: ٣٩٤)۔اور یہی ام القرآن ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ (یعنی شروع اللہ کے نام سے (کرتا ہوں) جو الرحمٰن اور الرحیم ہے) یعنی اس کے نام کی برکت اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، الْحَمْدُ: یعنی تمام تعریفیں اور ثناء (اللہ کے لئے ہیں)۔الف اور لام استغراق کے لئے ہیں یعنی تمام کی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔اور جہاں تک کسی کے اندر کوئی خوبی ہو جس میں اس کا کوئی دخل نہ ہو مثلاً کسی کی خوبصورتی یا اس جیسی چیز تو اس کی تعریف کو مدح کہتے ہیں نہ کہ حمد۔

۴۔یعنی تکبیر تحریمہ سے ہی نماز کے منافی سارے کام حرام ہو جاتے ہیں مثلاً بات چیت کرنا، کھانا پینا وغیرہ اور سلام پھیرنے کے ساتھ ہی ایسے کام جائز ہو جاتے ہیں۔اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سلام ہی کے ذریعے نماز کا اختتام ہو جاتا ہے۔فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعاء ثابت نہیں ہے بلکہ علمائے کرام نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔

رَبِّ الْعَالَمِينَ (یعنی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے): رب ہی معبود ہے جو خالق، رازق، مالک اور متصرف (تمام تصرفات کا مالک) ہے جو مربی ہے تمام مخلوقات کا اپنی نعمتوں سے (ان کی ضروریات پوری کرتا ہے)۔

الْعَالَمِينَ ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے وہ عالم ہے اور وہ ان سب کا رب ہے۔

الرَّحْمٰنِ : یعنی جس کی رحمت عام ہے تمام مخلوقات کے لئے

الرَّحِيمِ : یعنی جس کی رحمت خاص ہے مومنوں کے لئے، اور اس کی دلیل اللہ کا فرمان ہے: وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (یعنی : اور اللہ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے)۔ (سورۃ الاحزاب: ۴۳)

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (بدلے کے دن کا مالک ہے): جزاء اور حساب کے دن کا، جس دن سب کو ان کے اعمال کی جزا ملے گی، اگر خیر ہے تو خیر اور اگر شر ہے تو شر۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ (تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ بدلے کا دن کیا ہے)۔ اور حدیث میں ہے: **الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله الأماني** (عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو مسخر کر لے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو نفس کی خواہش پر چلے پھر اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں لگائے۔ (ترمذی: ۲۴۵۹، ابن ماجہ: ۴۲۶۰ مگر اس کی سند کو علامہ البانی نے ضعیف کہا ہے)۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں) یعنی ہم تیرے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے، یہ عہد ہے بندے اور اس کے رب کے بیچ میں کہ وہ کسی کی عبادت نہ کرے گا سوائے اس کی۔ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (اور ہم صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں) یہ عہد ہے بندے اور اس کے رب کے بیچ کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے مدد نہیں طلب کرے گا۔

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (ہمیں سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کر) اهْدِنَا یعنی ہمیں بتا اور ہماری راہنمائی کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔ الصِّرَاطَ سے مراد اسلام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد رسول ہیں اور یہ بھی کہ اس سے مراد قرآن ہے اور یہ تمام (معنے) حق ہیں۔ اور الْمُسْتَقِيمَ وہ راستہ ہے جس میں کجی نہیں ہے۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا)۔ وہ راستہ جن پر انعام کیا گیا اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہداء اور صالحین (نیک لوگ)۔ اور یہ بہترین رفیق ہیں۔ (سورۃ النساء:٦٩)

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ (ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا) اور یہ یہود ہیں جن کے پاس علم تھا مگر انہوں نے اس کے مطابق عمل نہیں کیا، تو تم اللہ سے یہ سوال کرتے ہو کہ وہ تمہیں ان کے طریقے سے بچائے۔

وَلَا الضَّالِّينَ (اور نہ گمراہوں کی) اور یہ نصاریٰ ہیں جو اللہ کی عبادت جہالت اور گمراہی سے کرتے ہیں۔ تم اللہ سے سوال کرتے ہو کہ وہ تمہیں ان کے طریقے سے بچائے۔ اور گمراہوں کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا . الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا: (کہہ دیجیئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتادوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں) (سورۃ الکہف:١٠٣، ١٠٤)۔ اور حدیث میں آپ ﷺ سے روایت ہے :

لتتبعن سنن من كان قبلكم حذو القذة بالقذة حتى لو دخلوا جحر ضب لدخلتموه !

قالوا : يا رسول الله : اليهود والنصارى ؟

قال : فمن۔

(تم ضرور اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کروگے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہونگے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود و نصاریٰ (اس سے مراد ہیں)؟ فرمایا: پھر کون؟ (بخاری:٣٢٠٧ و مسلم:٢٦٦٩)۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

افترقَتِ اليهودُ على إحدَى و سَبعينَ فِرقةً وافترقت النَّصارَى على اثنَتينِ وسَبعينَ فِرقةً و ستفترق هذه الأمة على ثَلاثٍ و سَبعينَ فِرقةً كلها في النار إلا واحدة و قلنا : من هي يا رسول الله ؟ قال : من كان على مثل ما أنا عليه و أصحابي[5]

(یہودا کہتر فرقوں میں بٹ گئے، اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، تمام کی تمام جہنم میں ہو گی سوائے ایک کے ! ہم نے پوچھا: وہ کون (سی جماعت ہے) ہے اے اللہ کے رسول؟ فرمایا: وہ اس چیز کے مثل پر ہوں جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں)۔

چوتھا رکن: رکوع کرنا، پانچواں: رکوع سے اٹھنا،

چھٹا: سات اعضاء پر سجدہ کرنا[6]،

ساتواں: ان میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا، آٹھواں: دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا، اور دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا (اے ایمان والو! رکوع اور سجدے کرو)(سورۃ الحج: ۷۷)۔ اور آپ ﷺ سے حدیث میں ہے: أُمرت أن أسجدَ على سبعة أعظُمٍ (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں (بخاری: ۸۱۰ و مسلم: ۴۹۰)۔

نواں: ان تمام کاموں میں اطمنان، دسواں: ارکانوں کے مابین ترتیب اور اس کی دلیل حدیث مسیٔ الصلاۃ ہے (جس حدیث میں نماز میں غلطی کرنے والے شخص کا بیان ہے) جسے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ: ایک بار جب ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی (پھر وہ آیا) اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے اس سے کہا:

۔۵ یہ مختلف الفاظ سے احادیث میں ثابت ہے۔ صحیح الجامع: ۱۰۸۳ میں علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور وہ اس لفظ سے ہے:

افترقَتِ اليهودُ على إحدَى و سَبعينَ فِرقةً و تفرَّقَتِ النَّصارَى على اثنَتينِ وسَبعينَ فِرقةً و تفرَّقَت أُمَّتي على ثَلاثٍ و سَبعينَ فِرقة (یہودا کہتر فرقوں میں بٹ گئے، اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی)۔ دوسری روایت میں ہے: كلُّها في النَّارِ إلَّا واحِدةً ، و هيَ الجماعَة (تمام کی تمام جہنم میں ہو گی سوائے ایک کے اور یہ جماعت ہے۔ (صحیح الجامع: ۲۰۴۲)۔ مزید دیکھیں سنن ابی داؤد: ۴۵۹۶، ابن ماجہ: ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳ اور سنن ترمذی: ۲۶۴۱۔

۔۶، سات اعضاء سے مراد یہ ہیں: پیشانی مع ناک، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، اور دونوں پیروں کے پنجے۔

ارجع فصل فانك لم تصل (لوٹ جاؤاور پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز ہی نہیں پڑھی)۔اس طرح تیں مرتبہ ہوا پھراس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے، میں اس سے زیادہ بہتر نہیں کر سکتا، تو مجھے سکھایئے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس سے کہا:

إِذَ قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّه

(جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو (یعنی اللہ اکبر کہو)، پھر اس کے بعد جو قرآن میں سے تمہارے لئے آسان ہو اسے پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع کی حالت میں اطمنان حاصل کر لو، پھر رکوع سے اٹھو یہاں تک کہ سیدھے اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے میں اطمنان حاصل کر لو، پھر سجدے سے اٹھو یہاں تک کہ اطمنان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، پھر یہی عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو)۔(بخاری:۷۵۷، مسلم:۳۹۷)

اگیارہواں رکن: آخری تشہد رکن ہے جو فرض ہے جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا:

كنا نقول قبل أن يفرض علينا التشهد[۷] (ہم کہا کرتے تھے اس سے پہلے کہ ہم پر تشہد فرض کیا گیا) **السلام على الله من عباده** (اللہ پر سلامتی ہو اس کے بندوں کی طرف سے، سلامتی ہو جبرئیل اور میکائیل پر تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہو کہ اللہ پر سلامتی ہو اس کے بندوں کی طرف سے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی السلام ہے لیکن یہ کہا کرو: **التَّحيَّاتُ للهِ والصَّلواتُ والطَّيِّباتُ، السَّلامُ عليكَ أيُّها النَّبيُّ ورحمةُ اللهِ وبرَكاتُهُ، السَّلامُ علينا وعلى عبادِ اللهِ الصَّالحينَ، أشهدُ أن لا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وأشهدُ أنَّ محمَّدًا عبدُهُ ورسولُهُ**

(تمام تعظیمات اور تمام عبادات اور تمام پاکیزہ خیراتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔آپ پر اے نبی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں)۔(ابن ماجہ:۱۵۴۷ علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

۷۔ **كنا نقول قبل أن يفرض علينا التشهد** : یہ لفظ صحیحین میں نہیں ہے بلکہ دوسری روایات میں ہے اور صحیح ہے۔دیکھیں سنن نسائی: ۱۲۷۶، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ارواء الغلیل:۳۱۹، امام دار قطنی نے بھی اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

التَّحيَّاتُ یعنی تمام قسم کی تعظیمات اللہ کے لئے ہیں اسی کی ملکیت اور اسی کا حق ہے جیسا کہ اس کے لئے جھکنا، رکوع کرنا اور سجدے کرنا۔ بقاء اور ہیشگی اسی کے لئے ہے اور ہر چیز جس سے تمام جہانوں کے رب کی تعظیم کی جاتی ہے وہ سب اللہ کے لئے ہیں۔ تو جس نے بھی ان میں سے کسی (عبادت) کو غیر اللہ کے لئے کیا تو وہ مشرک کافر ہے۔

والصَّلواتُ کا معنی ہے تمام پکار اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پانچوں نمازیں۔

والطَّيِّباتُ (یہ سب) اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ طیب (پاک) ہے اور اقوال اور اعمال میں سے صرف پاک کو ہی قبول کرتا ہے۔

السَّلامُ عليكَ أيُّها النَّبيُّ ورحمةُ اللهِ وبرَكاتُهُ : تم نبی ﷺ کے لئے سلامتی، رحمت اور برکت کے لئے دعاء کرتے ہو، اور جس کے لئے دعاء کی جاتی ہے اس سے اللہ کے ساتھ (شریک کرکے) دعاء نہیں کی جاتی۔

السَّلامُ علينا وعلى عبادِ اللهِ الصَّالحينَ :اس سے تم اپنے آپ پر اور (اللہ کے) ہر نیک بندے پر جو آسمان اور زمین میں ہیں انہیں سلام بھیجتے ہو، اور سلام دعاء ہے اور نیک بندوں کے لئے دعاء کی جاتی ہے نہ کہ ان سے اللہ کے ساتھ (شریک کرکے) دعا کی جاتی ہے۔

، أشهدُ أن لا إلَهَ إلَّا اللهُ وأشهدُ أنَّ محمَّدًا عبدُهُ ورسولُهُ تم گواہی دیتے ہو یقینی گواہی کہ کسی کی بھی عبادت زمین و آسمان میں حق کے ساتھ نہیں کی جاتی سوائے اللہ کے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے (بندے اور) رسول ہیں، جب بندے ہیں تو ان کی عبادت نہیں کی جاتی اور رسول ہیں جن کو جھٹلایا نہیں جاتا، بلکہ ان کی اطاعت اور اتباع کی جاتی ہے اور اللہ تعالٰی نے ان کو بندگی کا شرف عطا کیا۔ اس کی دلیل اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

(بہت بابرکت ہے وہ (اللہ تعالٰی) جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں کے لئے آگاہ کرنے والا بن جائے۔ (سورۃ الفرقان:۱)

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم و على آل إبراهيم إنك حميد مجيد

(اے اللہ، اپنی رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ آپ نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بے شک آپ بڑی خوبیوں اور بزرگی والے ہیں۔ (بخاری: ۳۳۷۰، مسلم: ۴۰۶)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ کا معنٰی اس کا اپنے بندے کی تعریف کرنا بلند قدر فرشتوں میں، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد رحمت ہے اور صحیح پہلی بات ہے۔ اور فرشتوں کی طرف سے (صلاۃ کا معنی) استغفار ہے اور آدمیوں کی طرف سے (اس کا معنی) دعاء ہے۔ اور برکت کی دعاء اور اس کے بعد کی جو چیزیں ہیں وہ قولی اور فعلی سنتیں ہیں۔

نماز کے آٹھ واجبات ہیں: تمام تکبیریں سوائے تکبیرِ تحریمہ کے، رکوع میں **سبحان ربی العظیم** کہنا، سمع اللہ لمن حمدہ کہنا امام اور منفرد کے لئے، **ربنا لک الحمد** کہنا سب کے لئے، سجدے میں **سبحان ربي الاعلىٰ** کہنا، اور دونوں سجدوں کے درمیان **رب اغفر لي** کہنا، پہلا تشہد اور اس کے لئے بیٹھنا۔

اور اگر ارکان میں سے کوئی رکن بھول سے یا جان بوجھ کر چھوٹ جائے تو اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اور اگر واجبات میں سے کچھ جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو اس کے ترک کرنے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے، مگر غلطی سے چھوٹ جانے پر سجدۂ سہو سے پوری ہو جاتی ہے۔

واللہ اعلم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا

أهل الأثر